

# خورشید الاسلام



2006 ۲ 1919

خورشید الاسلام مغربی اتر پرنسپل کے ایک گاؤں ”امری“ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دہلی کے فتح پوری اسکول میں حاصل کی۔ 1945 میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم۔ اے کیا۔ اسی سال یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں لکچر مقرر ہوئے۔ 1973 میں پروفیسر بنائے گئے۔ صدر، شعبۂ اردو کے منصب پر فائز ہوئے۔ 1979 میں ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ درمیان میں ”لندن اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقین اسٹڈیز“ سے بھی بحیثیت استاد وابستہ رہے۔ علی گڑھ میں وفات پائی۔

خورشید الاسلام میں ذہانت کے آثار بچپن سے نمایاں تھے۔ وہ ایک اچھے مقرر، صاحب طرز نثر نگار اور خوش فکر شاعر تھے۔ ان کے تین شعری مجموعے ”رگ جاں“، ”شاخ نہال غم“ اور ”جتنہ جستہ“ (نشری نظیں) شائع ہو چکے ہیں۔

نشری تصانیف میں ”غالب۔ ابتدائی کلام“ اور مضمون کا مجموعہ ”تلقیدیں“ اہم ہیں۔ رالف رسک کے ساتھ مل کر انگریزی میں ان کی دو کتابیں ”قہری مغل پیٹس“ اور ”غالب۔ لائف ایڈیٹ لیٹریس“ شائع ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے قائم اور سودا کے انتخابات بھی مرتب کیے ہیں۔

خورشید الاسلام بہت شفقتی اور تلقیقی انداز کی نظر لکھتے تھے۔ ان کے تلقیدی مضمون میں بھی شکنگنگی کا یہ انداز قائم ہے۔ پیش نظر مضمون میں مرزا ہادی رسوأ کے مشہور ناول ”امرا و جان آدا“ پر ایک نئے زاویے سے نگاہ ڈالی گئی ہے۔ یہ ان کے نشری اسلوب کی بھی ایک اچھی مثال ہے۔

## امراو جان آدا

ہماری زبان میں ایک ناول ایسا بھی ہے، جسے خاصے کی چیز سمجھا جاتا ہے، لیکن جس کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ غالباً اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اسے محض ایک طوائف کی دلچسپ کہانی سمجھ کر پڑھا جاتا رہا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے بنیادی اور قابلِ قدر پہلو نظر سے او جھل ہو گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ”امراو جان“ ناول میں ایک اہم کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہی اس ناول کا موضوع بھی ہو۔ ناول کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے کے لیے ضروری



ہے کہ پہلے اس کے موضوع کو دریافت کیا جائے، یہ اس لیے کہ ہر موضوع چند مخصوص امکانات رکھتا ہے اور اس کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ ناول نگار کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ان امکانات کو بروے کار لائے، ان تقاضوں کو پورا کرے اور فطرت کی ان لہروں کو بہتا ہوا دکھائے جو واقعات اور کرداروں کی ساخت پرداخت کرتی ہیں۔ موضوع سے واقفیت حاصل کرنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم فن کے مطالبوں کو پا گئے ہیں اور ان کی کسوٹی پر تفصیل، تصادم اور ترجیحی کے عمل کو پرکھ سکتے ہیں، لہذا ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس ناول کا موضوع کیا ہے؟

*رسوا ابتداء ہی میں ہمارا تعارف امراؤ جان سے اس طرح کراتے ہیں:*

”اسی کمرے کے برابر ایک کمرہ تھا۔ اس میں ایک طوائف رہتی تھی۔ بود و باش کا طریقہ اور رنڈیوں سے بالکل علیحدہ تھا نہ کمرہ پر کسی نے سر راہ بیٹھے دیکھا نہ وہاں کسی کی آمد و رفت تھی۔ دروازوں پر دن رات پر دے پڑے رہتے تھے۔ چوک کی طرف نکاس کا راستہ بالکل مقفل رہتا تھا۔ گلی کی جانب ایک اور دروازہ تھا۔ اسی سے نوکر چاکر آتے جاتے تھے۔ اگر کبھی کبھی رات کو گانے کی آواز نہ آیا کرتی تو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ اس کمرے میں کوئی رہتا بھی ہے یا نہیں۔ جس کمرے میں ہم لوگوں کی نشست تھی۔ اس میں ایک چھوٹی سی کھڑکی گلی تھی۔ مگر اس میں کپڑا پڑا ہوا تھا ... اتنے میں میں نے ایک شعر پڑھا۔ اس کھڑکی کی طرف سے واہ کی آواز آئی۔ میں چپ ہو گیا ... مشی محمد حسین نے پکار کر کہا: ”غائبانہ تعارف ٹھیک نہیں“۔ ...

اہمی قصہ شروع نہیں ہوا ہے، نہ مرزا نے مشاعرے کی محفل جمالی ہے۔ ہم امراؤ جان کے ہمسائے میں لے جائے گئے ہیں۔ اتنے میں *رسوا ہمیں پاس آنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ ہم رسوا کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر دراز سے جھانکتے ہیں اور ہمیں امراؤ جان کے بارے میں چند ضروری باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔*

اس کے بعد امراؤ جان مشاعرے میں آتی ہیں یا ترغیب دے کر لائی جاتی ہیں اور اپنی غزل پیش کرتی ہیں۔

**مشی صاحب :** اچھا وہ مطلع کیا تھا؟

**امراؤ جان :** میں عرض کیے دیتی ہوں ۔

کبھی میں جا کے بھول گیا راہ دیری کی

ایمان فیک گیا مرے مولا نے خیر کی

**مشی صاحب :** خوب کہا ہے!

خان صاحب : اچھا مطلع کہا ہے۔ مگر یہ ”بھول گیا“ کیوں؟  
 امراً جان : تو خان صاحب! کیا میں ریختی کہتی ہوں؟  
 اب وہ عبارت دیکھیے جہاں اصل قصہ کا آغاز ہوتا ہے۔

”ہاں اتنا جانتی ہوں کہ فیض آباد میں شہر کے کنارے کسی محلے میں میرا گھر تھا۔ میرا مکان پختہ تھا۔ آس پاس کچھ کچے مکان۔ کچھ جھونپڑے، کچھ کھپریلیں، رہنے والے بھی ایسے ہی ویسے لوگ ہوں گے۔ میرے ابا، بہو نیگم صاحب کے مقبرے پر نوکر تھے ... ابا جب شام کو نوکری پر سے آتے تھے، اس وقت کی خوشی ہم بھائی بہنوں کی کچھ نہ پوچھیے۔ میں کمر سے لپٹ گئی۔ بھائی ابا ابا کر کے دوڑا، دامن میں چھپ گیا۔ ابا کی باچھیں مارے خوشی کے کھلی جاتی ہیں..... دلاور خاں کا مکان ہمارے مکان سے تھوڑی دور پر تھا۔ مُوا ڈکیتوں سے ملا ہوا تھا..... ابا سے سخت عدالت تھی۔“

ان اقتباسات سے ہمیں امراً جان کے آغاز اور انجام دونوں سے متعلق چند ضروری خبریں مل جاتی ہیں۔ پیدائش کے بعد اور موت سے پہلے وہ کیا ہے؟ کس ماحول میں اس نے اپنی آنکھیں کھولیں؟ اور اب کس منزل پر آن کر ٹھہر گئی ہے۔ یہی نہیں، بلکہ ہمیں خفیف سا اندازہ ان بھول بھلیوں کا بھی ہو جاتا ہے۔ جن سے امراً جان کو گزرنا پڑا ہوگا اور ان چھوٹی چھوٹی زمگرم کہانیوں کا بھی جن کا تانا بانا ایک خوش مذاق طوائف کے گرد بُنا جاسکتا ہے۔ گویا مرزا صاحب قصے کے ترتیبی منظر اور اس کی تمہید ہی میں ہمیں امراً جان آدا سے اس طرح متعارف کر دیتے ہیں کہ اس کی زندگی میں کوئی راز باقی نہیں رہتا۔ نہ ہمارے دل و دماغ میں تھس کی کوئی اوپنی لہر اٹھتی ہے اور نہ ہمیں اس بات کی توقع ہوتی ہے کہ آئندہ چل کر اس کی زندگی میں کچھ ایسے اکنشافات آئیں گے جو ہماری تسلیم کا باعث اور تحریر کا سامان ہوں گے۔ اوپر دیے ہوئے اقتباسات کی مدد سے ہم لکھنی منزلیں طے کر جاتے ہیں۔ امراً جان ایک طوائف تھی، اب تائب ہو چکی ہے، شعر و خن کا ذوق رکھتی ہے۔ ادب کے چند اصناف سے واقف ہے۔ خود شاعر ہے۔ بچپن ایک شریف متوسط گھرانے میں گزار۔ یہاں اس کا نام امراً جان نہیں کچھ اور ہوگا۔ دلاور خاں کی اس کے باپ سے دشمنی تھی۔ اسی نے اس معمصوم کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر ایک ایسی دنیا میں بچینک دیا، جہاں دوزخ مہکتے ہیں اور فروں خاموش ہیں۔ اس خاکے پر ہماری آنکھیں جنمیں جاتیں اور ہم اس کی تہوں کو کھولنے اور اس کے بھیدوں کو ٹوٹوں لئے کے بجائے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔

مگر اس سے پہلے کہ ہم نگاہ کے دامن کو دور تک پھیلائیں، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقام اور دیکھتے چلیں۔ البتہ

اس کے لیے جست لگانا ضروری ہے۔ یہ وہ جگہ ہے، جہاں کہانی تین چوٹھائی ہو چکی ہے۔ امراؤ فیض آباد میں ہے۔ صد یوں بعد زمانے نے ایک ایسی کروٹ لی ہے کہ سخت و سست ہموار ہو گئے ہیں۔ غدر کی آگ دب چکی ہے مگر کہیں کہیں چنگاریاں اٹھتی دکھائی دیتی ہیں۔ امراؤ جان زندگی کی گردان کیے جا رہی ہے۔ اپنے وطن میں ہے، مگر سب کے لیے بیگانہ ہے۔

(خورشیدِ الاسلام)

## مشق

### لفظ و معنی

دریافت کرنا	: معلوم کرنا، پوچھنا
امکانات	: امکان کی جمع، گنجائش
تصادم	: تکڑاؤ
بودو باش	: رہن سہن
مُعقل	: جس پر تالا گا ہو، بذر
ترغیب	: رغبت دلانا، مائل کرنا
رجیحتی	: اردو شاعری کی ایک صنف جس میں عورتوں کی طرف سے انھیں کی مخصوص زبان میں ان کے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے
انکشافات	: انکشاف کی جمع، نئی نئی باتوں کا معلوم ہونا یا کرنا
تحیر	: حیرت
تابب	: توبہ کرنے والا

## غور کرنے کی بات

- یہ مضمون مرزا محمد ہادی رسوایہ مشہور ناول 'امراً جان آدا' کے بارے میں ہے۔
- خورشید الاسلام نے اس مضمون کے اقتباسات بھی پیش کیے ہیں۔ اس سے تقدیمی مضمون میں استدلال کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔
- 'خاصے کی چیز سمجھانا' کا مطلب ہے پسند کیا جانا بروے کار لانا، کا مطلب ہے استعمال کرنا 'ساخت پرداخت کرنے' کا مطلب ہے بنانا اور پروان چڑھانا اور 'فن' کے مطالبوں کو پاجانے، کا مطلب ہے فن کی ضرورت کا پورا ہو جانا۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے روزمرہ زبان اور محاورے کے استعمال سے زبان کو دل چپ بنا دیا ہے۔

## سوالات

- .1. امراً جان آدا کے کردار پر روشنی ڈالیے۔
- .2. خورشید الاسلام نے ناول نگار کی کن ذمے داریوں کو بیان کیا ہے؟
- .3. خورشید الاسلام نے امراً جان آدا کا ایک اقتباس پیش کر کے یہ وضاحت کی ہے کہ ہم اسے پڑھ کر امراً جان کے آغاز اور انجام دونوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ آپ کے خیال میں کیا یہ بات صحیح ہے؟ لکھیے۔

## عملی کام

- اگر آپ کے اسکول کی لائبریری میں رسوایہ ناول "امراً جان آدا" موجود ہو تو اس کا کوئی حصہ پڑھیے۔
- اس مضمون میں شامل محاوروں کی فہرست بنائیے۔
- جہاں دوڑخ میکتے ہیں اور فردوس خاموش ہیں، کا مطلب اپنے استاد سے دریافت کر کے لکھیے۔